خانوادۂ حضرت شاہ گرم دیوان لہراوی

از:- قاضی اطہر مبارکپوری

مناقب غوثی کے حوالہ سے "تجلی نور تاریخ جونپور" میں ہے کہ مخدوم شیخ محمد فاروقی کے والد مخدوم خضر نے حضرت شیخ رکن الدین رکن عالم ملتانی سے خرقۂ خلافت پہنا تھا۔ اور سلسلۂ روحانیت وطریقت کے پایہ کے بزرگوں میں تھے، وہ ملتان سے خلافت حاصل کر کے دہلی میں اقامت پذیر ہوئے، اسی جگہ حضرت شیخ محمد فاروقی پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم وتربیت پائی اور اپنے والد بزرگوار کی خدمت وصحبت میں عبادت وریاضت کر کے مرجع خاص وعام بنے، یہ زمانہ بہت ہی پرآشوب تھا۔ امیر تیمور کے حملہ نے دہلی کو ویران کر دیا تھا، آپ بھی اسی ہنگامہ میں دہلی سے برداشتہ خاطر ہو کر جونپور چلے آئے، اس وقت جونپور دہلی ثانی اور دار العلم بنا ہوا تھا۔ سلطان ابراہیم شرقیؒ جیسے قدردان کا دور حکومت تھا۔ آپ نے محلہ سپاہ کے اطراف میں ایک درخت کے نیچے کھلے میدان میں ڈیرا ڈال دیا۔ اس وقت جونپور میں سخت قحط پڑ رہا تھا اور بارش بالکل نہیں تھی، سلطان نے قاضی نصیر الدینؒ سے قحط وگرانی کے بارے میں بات کی تو انہوں نے فرمایا کہ بارش کیسے ہو؟ ایک بزرگ کھلے آسمان کے نیچے میدان میں پڑے ہیں سلطان نے مخدوم محمد فاروقی کے لئے ایک معمولی مکان بنوایا۔ جب وہ یہاں آئے تو بارش ہونے لگی اور عوام وخواص کا اعتقاد ان کے بارے میں بڑھا۔

مخدوم شیخ محمد ۳ رجمادی الاولی ۹۱۸ھ میں جونپور میں فوت ہوئے، بعد میں ان کی اولاد اطراف جونپور میں پھیلی چنانچہ لہرا اور بھیرا میں بھی کچھ افراد آکر آباد ہوئے۔ اسی خانوادہ میں آگے چل کر حضرت شاہ ابو الغوث گرم دیوان لہراوی پیدا ہوئے۔

"اولاد حضرت شیخ محمد در مواضع بھیرہ ولہرہ ضلع اعظم گڈھ سکونت پذیر است، مخدوم شاہ اسمٰعیل بھیروی،"

"مخدوم شاہ ابوالغوث گرم دیوان لوہرزئی از اولاد ایشان اند کہ ہر یک بزمانہ خویش سوائے شیخت برافراشتند، و شیخ الشیوخ و قطب وقت شدند" [1]

حضرت شاہ ابوالغوث گرم دیوان لہراویؒ

حضرت مولانا شاہ ابوالغوث گرم دیوان فاروقی بھیروی لہراوی متوفی ۱۱۷۶ھ رحمۃ اللہ علیہ بارہویں صدی میں ہندستان کے مشاہیر علماء و اولیاء میں سے تھے، ان کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے، ان کا خانوادہ منتقل بھیرا ولید پور ضلع اعظم گڈھ میں رہتا تھا۔ جس میں بعد میں کئی نامور علماء اور فضلاء پیدا ہوئے۔ حضرت گرم دیوان کا مستقل قیام موضع لہرا میں تھا جو مبارکپور کے جنوب میں میل سوا میل پر واقع ہے۔ اور قصبہ کے مضافات میں سے ہے۔ ان کو گرم دیوان اس لئے کہتے ہیں کہ جب آپ جذب کے عالم میں ہوتے تھے تو جسم مبارک اس قدر گرم ہو جاتا تھا کہ اس پر روٹی پکائی جا سکتی تھی۔ تذکرہ علمائے ہند میں ہے۔

"ویرا گرم دیوان ازاں گویند کہ جسم مبارکش در بعض اوقات بخرق عادت بدرجہ غایت گرم می شد کہ نان گندم بران توان پخت" [2]

۱۱۷۶ھ میں آپ نے لہرا میں انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔

آپ کے دو خلیفہ تھے ایک حضرت شاہ معشوق علی صاحب غازی پوریؒ اور دوسرے

حافظ شاہ ابواسحاق لہراوی

آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ ابواسحاق بن ابوالغوث گرم دیوان لہراوی متوفی ۱۲۳۴ھ ہیں۔ انھوں نے قرآن شریف حفظ کیا پھر اپنے والد محترم سے ابتدائی کتابیں پڑھکر مولانا قاضی عبدالصمد چریاکوٹی متوفی ۱۱۷۱ھ سے تعلیم حاصل کی۔ قاضی عبدالصمد بن قاضی ابوالحسن عباس چریاکوٹی نے وطن میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد دہلی کا سفر کیا تھا، اور وہاں کے علماء اساتذہ سے فقہ، اصول فقہ اور دوسرے متداولہ علوم و فنون کی تکمیل کی، اور یگانۂ روزگار ہوئے۔ اس کے بعد محمد شاہ بادشاہ دہلی نے آپ کو چریاکوٹ اور دوسرے مواضعات کی قضائت کا منصب پیش کیا، مگر آپ نے اپنے آباء و اجداد کے حلقۂ قضا صرف چریاکوٹ کو پسند کیا۔ اور دوسرے علاقوں کو ان کے حقداروں کے لئے چھوڑ دیا۔ دہلی سے چریاکوٹ آکر نہایت اچھے طریقہ سے فیصلۂ خصومات کرتے رہے۔ اور تعلیم و تدریس میں مشغول و مشہور ہوئے، اسی زمانہ میں حافظ شاہ ابواسحاق صاحب لہراوی نے آپ سے تحصیل علم کی۔ تذکرہ علمائے ہند میں ہے "یگانۂ آفاق حافظ ابواسحاق از تلامذۂ اوست" [3] اصل کتاب میں

---

[1] تجلی نور ج ۱ ص ۹۸ [2] تذکرہ علمائے ہند ص ۳ [3] ، ، ص ۱۳۱

محمد اسحاق ہے جو طباعت یا کتابت کی غلطی ہے، اس کے بعد آپ نے الہ آباد جا کر مولانا شاہ محمد فاخر صاحب زائر متوفی ۱۱۶۲ھ سے تحصیل علم فرمایا، شاہ محمد فاخر صاحب اپنے وقت کے زبردست علماء و مشائخ میں سے تھے، برہان پور میں ۱۱ ذی الحجہ ۱۱۶۲ھ کو فوت ہوئے، اور مولانا شاہ عبد اللطیف برہان پوریؒ کے پہلو میں دفن ہوئے، آپ نے شیخ محمد حیات سندی مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی تعلیم حاصل کی تھی،

نیز حافظ شاہ ابو اسحاق صاحب نے مولانا شیخ محمد ناصح اور ایک روایت کے مطابق حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سے حدیث کی تعلیم حاصل کی تھی۔

آپ بھی اپنے والد محترم کی طرح نہایت متقی اور باخدا بزرگ و عالم تھے، آپ کی تصانیف میں "نور الیقین" نامی ایک کتاب ہے۔ بڑے خوش خلق، متقی اور شریعت کے پابند تھے، ان کو دیکھ کر صحابہ کرام کی یاد آجاتی تھی، حدیث کی روایت کے ساتھ درایت میں وہبی ملکہ رکھتے تھے، سنت کی پابندی میں ذرا غفلت نہیں کرتے تھے، بخاری شریف تو گویا ان کے نزدیک دین وایمان کا معیار تھی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کسی امیر و غریب اور چھوٹے بڑے کی پروا نہیں کرتے تھے،

آپ کے چار شاگردوں کا پتہ چل سکا ہے۔

ایک مولانا احمد علی عباسی، چریاکوٹی متوفی ۱۲۷۲ھ جنھوں نے آپ سے بیعت اور اوراد و وظائف حاصل کئے۔ تذکرہ علمائے ہند میں ہے کہ "در اعمال سلوک در درویشان از برگزیدہ آفاق حضرت حافظ ابو اسحاق ساکن بھیرہ گرفتہ"[1]

دوسرے مولوی حکیم امان اللہ صاحب مبارکپوری متوفی ۱۲۹۹ھ ساکن پورہ رانی ہیں جنھوں نے آپ سے کسب فیض کیا۔

تیسرے مولوی رضا حسین مبارکپوری ساکن پرانی بستی ہیں۔ آپ زبردست عالم اور مشہور بزرگ تھے۔ ان کی کتابوں میں نہج البلاغۃ اور تحفہ اثنا عشریہ اب تک موجود ہیں، یہ دونوں قلمی ہیں اور نہج البلاغۃ فن خطاطی کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ حافظ عبد اللطیف صاحب امام جامع مسجد مبارکپور کے والد تھے، آخر میں دونوں آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے، ان کی کرامت کے بعض واقعات مشہور ہیں۔

اور چوتھے شاگرد مولوی نیاز علی مبارکپوری پورہ صوفی ہیں، یہ اثنا عشری شیعہ تھے، مگر شاہ ابو اسحاق صاحب کی شاگردی نے ان کو اہل سنت سے بہت قریب کر دیا تھا اور وہ بلا تکلف اہل سنت کے پیچھے نماز پنجگانہ پڑھا کرتے تھے، حضرت شاہ

---

[1] تذکرۃ الکملا، ص۱۹

ابواسحاق صاحب نے ان سے ایک مرتبہ فرمایا کہ تمہارے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا تو اپنا نام لیکر آئے گا، اس کے چند دنوں کے بعد پوتا پیدا ہوا جو چھ انگلیاں ہونے کی وجہ سے چھنگا کے نام سے مشہور ہوا۔ بعد میں یہ حکیم چھنگا مالیگاؤں چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے

مولانا شاہ محمد علی بھیروی :- شاہ ابوالغوث گرم دیوان کے ایک پوتے جوان کے دوسرے صاحبزادے شاہ عبدالعلیم کے بیٹے تھے، ان کا نام مولوی شاہ محمد علی بن شاہ عبدالعلیم بن شاہ گرم دیوان ہے وہ حضرت حافظ ابواسحاق کے بھتیجے تھے، انھوں نے مدراس کا سفر کرکے مولانا بحرالعلوم عبدالعلی فرنگی محلی سے تعلیم حاصل کی، اور ان کی صحبت میں مدتوں قیام کرکے مروجہ علوم کی تکمیل کی۔ پھر حجاز کا سفر کرکے تین سال تک مدینہ منورہ میں قیام کیا، آپ نے یہاں علم حدیث، اسماء الرجال اور علم الاسانید میں کمال کرکے وطن کی راہ لی۔ یہاں آکر نواب کرناٹک کے وظیفہ پر گذارا کیا مگر افسوس کہ بہت جلد وفات پا گئے۔

مولانا شاہ علی احمد بھیروی :- مولانا علی احمد صاحب بھیروی شاہ ابواسحاق صاحب کے نواسے تھے، جنھوں نے مولوی احمد علی عباس چریاکوٹی اور مولوی محمد سلیم صاحب مچھلی شہری سے علم حاصل کیا تھا، ۱۲۲۹ھ میں پیدا ہوئے تھے، بڑے باخدا اور متقی عالم تھے، آخری دور میں اس خاندان کے گوہر شب چراغ تھے، کبھی روپیہ پیسہ اور نوٹ اس لئے ہاتھ میں نہیں لیا کہ ان میں نصاریٰ کی تصویر ہوتی تھی، آپ کے بہت سے واقعات مبارکپور کے لوگوں میں مشہور ہیں، شاید ان کے بعض دیکھنے والے ابھی اب تک موجود ہوں۔

شاہ اسماعیل بھیروی :- افسوس کہ مخدوم شاہ اسماعیل بھیروی کے حالات اب تک نہیں مل سکے، البتہ تجلی نور سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف شیخ وقت اور قطب زمانہ تھے۔